KERALA SCHOOL KALOLSAVAM 2016-17

KANNUR - 2017 JANUARY 16-22

Code No. 326

KERALA SCHOOL KALOLSAVAM PROGRAMME COMMITTEE

وہ میرا جگری دوست تھا....!

کسی گاؤں میں ایک لڑکا رہتا تھا۔ وہ لڑکا بہت ہی سچا اور ایماندار تھا۔ اور اسکی ایک بہت ہی اچھی عادت تھی کہ وہ وقت کا بہت بڑا پابند تھا۔ وہ ہر کام اپنے مقررہ وقت پر ہی کر دیتا تھا۔ اسکا نام تھا احمد۔ احمد ایک ساتویں کلاس کا طالبعلم تھا۔ وہ ہمیشہ وقت پر اسکول جاتا تھا اور واپس آتا تھا۔ مگر اسکے اسکول میں اسکا ایک جگری دوست بھی پڑھتا تھا۔ جسکا نام تھا الطاف۔ وہ اپنے دوست الطاف سے بہت محبت کرتا تھا۔ اور الطاف بھی احمد کو بہت چاہتا تھا۔ وہ دونوں ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے اور دونوں کا گھر بھی بہت قریب تھا۔ وہ ہر روز اسکول میں اچھی طرح محنت و مشقت سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اور پھر ایک ساتھ مل جل کر واپس اپنے اپنے گھر جاتے تھے۔ گھر میں کھانا کھانے کے بعد وہ دونوں کھیلنے کیلئے گھر سے کچھ دور ہی ایک میدان میں جاتے تھے۔ احمد اور الطاف دونوں فوٹبال کھیلنا پسند کرتے تھے۔ اور ہمیشہ وہ دونوں ایک دوسرے سے خلاف کھیلتے تھے۔ تاکہ کھیل میں دلچسپی ہو۔

وہ کھیلنا ناچنا انکی زندگی میں روزمرہ کا ایک دستور سا بن گیا تھا۔ وہ ہمیشہ اچھی طرح سے کھیلنے کے بعد واپس اپنے اپنے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ پھر وہ اپنا اپنا اسکول کا کام کرتے تھے اور پڑھتے لکھتے تھے۔ وہ دونوں صرف اپنی کلاس میں ہی نہیں بلکہ پورے اسکول میں دوستی نامی ~~لفظ~~ لفظ کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔ ہر کوئی انکی دوستی پر ناز اور فخر کرتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے تھے۔ اور کبھی بھی کسی مشکل میں ایک دوسرے کا ساتھ نہیں چھوڑتے تھے۔ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کیلئے اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار رہتے تھے۔ اگر کسی کو کوئی بھی پریشانی و تکلیف ہوتی تھی وہ ایک دوسرے کا سہارا بن جاتے تھے۔ وہ دونوں احمد اور الطاف اپنی کلاس میں اچھے نمبرات سے اعلیٰ مرتبہ پر فائز رہتے تھے۔ احمد کلاس میں اول مقام پر اور الطاف دوسرے مقام پر فائز تھا سارا اسکول ان دونوں کی دوستی اور محنت و مشقت پر فخر کرتا تھا۔ یہاں تک کہ صرف اسکول ہی نہیں بلکہ سارے گاؤں میں ان دونوں کی دوستی کا بہت چرچہ ہونے لگا۔ اور وہ دونوں اپنی ~~دوست~~ دوستی پر برقرار رہے۔ جب کبھی بھی اسکول میں کوئی مقابلہ ہوتا تھا احمد سب سے پہلے اپنے جگری دوست الطاف کو بتاتا تھا۔ میرے دوست الطاف اس بار کے مقابلہ میں میں نہیں بلکہ تو جیتنا چاہیے اور الطاف بولتا تھا۔ نہیں تو کامیاب ہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر تو جیت گیا تو سمجھو کہ میں جیتا ہی جیتا میرے دوست۔

جب کبھی بھی کوئی مقابلہ ہوتا تھا تو - اصل مقابلہ میں احمد ہی جیتتا تھا۔ اور وہ دونوں خوشی خوشی سے رہتے تھے۔ لیکن انسان کی زندگی کا ایک دستور ہے چاہے وہ جیتتا مرضی وفادار ہو آخر کار وہ بے وفائی کر ہی دیتا تھا۔ احمد کی یہ سب کامیابیاں الطاف کو آہستہ آہستہ چبھنے لگیں اور اسکے دل میں یہ خیال آنے لگا آخر احمد ہی سب کچھ جیتتا ہے - کیا میں یہ سب نہیں کر سکتا اندر ہی اندر میں الطاف اب احمد سے تھوڑا حسد کرنے لگا اور سینا سیٹ رکھنے لگا - لیکن الطاف نے احمد کو محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ احمد کی کامیابی سے جلتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اسکول کی طرف سے اساتذہ کرام نے بچّوں کیلئے ایک تفریحی سفر کرنے کیلئے انتظام کیا۔ اس سفر میں اسکول کے تمام اعلیٰ مرتبہ والے بچّے تھے - جو ہمیشہ اپنی کلاس میں اول درجہ سے کامیاب ہوتے تھے - تمام بچّوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا گیا اور بتایا گیا کہ اس بار ہمارے اسکول کی جانب سے یہ پہلا ایکسکرشن ہو رہا ہے - جس میں صرف اعلیٰ بچّوں کو موقع ملا ہے - اس ایکسکرشن میں احمد اور الطاف کا بھی نام آ گیا - وہ دونوں بہت خوش ہو گئے - دونوں خوشی سے پھولے نہ سمایہ اور جھومتے جھومتے گھر گئے اور گھر والوں سے بتایا کہ امتحان میں ہم دونوں ایکسکرشن کیلئے جا رہے ہیں - دوسرے دن اسکول سے معلوم پڑھا کا یہ سفر دو دن بعد ہی ہو گا - تمام بچّوں نے ٹولیاں بنائی اور اسی طرح احمد اور الطاف نے بھی ایک ٹولی میں حصّہ لیا -

احمد اور الطاف نے ساری تیاریاں کرلی اور ایک دوسرے پر
بھروسہ کرتے ہوئے وہ دونوں اپنے گھر والے سے اجازت
طلب کرنے لگے۔ گھر والوں نے کہا بیٹا تم دونوں جگری
دوست ہو۔ اور اسلئے ایک دوسرے کا پورا پورا خیال
رکھنا۔ احمد اور الطاف نے کہا جی ہاں ہم ایک دوسرے کا ضرور
پورا پورا خیال رکھیں گے۔ مگر الطاف اندر ہی اندر سے
بہت غصّہ ہو رہا تھا۔ کہ آخر یہ لوگ چاہتے کیا ہیں
دونوں اسکول میں پہنچے اور کچھ ہی وقت میں اسکول کی
گاڑیاں آ گئی اور تمام طلبہ خوشی خوشی گاڑیوں میں
بیٹھے احمد پہلے گاڑی میں چڑھا اور الطاف کیلئے ایک سیٹ
پکڑی اور کہا الطاف جلدی آؤ میں تمہارا انتظار کر رہا
ہوں۔ الطاف گاڑی میں چڑھا اور جا کر احمد کے پاس
بیٹھ گیا اور تھوڑا پریشان لگ رہا تھا۔ احمد نے
پوچھا کیا ہوا الطاف تم اتنے پریشان کیوں ہو۔ الطاف نے
کہا نہیں تو میں کیوں پریشان ہو جاؤں گا۔ احمد نے کہا
نہیں تم ضرور مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔ بتاؤ تم کو کیا مشکل
ہے۔ الطاف نے کہا نہیں میرے دوست ایسی کوئی بات نہیں
ہے تم ایسے ہی شک کر رہے ہو میں تو ایک دم مزہ میں
ہوں۔ احمد نے کہا ٹھیک ہے اگر کوئی مشکل ہوئی تو
مہربانی کر کے مجھ کو ضرور بتانا میں تمہارے لیے اپنی
جان دینے کیلئے تیار ہوں۔ تم مجھ سے کچھ بھی چھپانا نہیں
میری جان و جگر تمہارے لیے حاضر و ناضر ہے۔

PROGRAMME COMMITTEE

پھر کچھ ہی وقت کے بعد وہ اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ سارے
بچے گاڑی سے اتری اور ایک دوسرے کو خوشی خوشی
دیکھ کر وہ اور زیادہ جذبہ میں آ گئے اور نعرہ لگانے
شروع کیے دوستو ہم اپنی تفریحی منزل پر پہنچ چکے ہیں
سارے بچوں نے کھانا کھایا اور ادھر ادھر گھومنے پھرنے لگے
بچوں کی خوشی دیکھنے کے قابل تھی اور ایک پیڑ کے نیچے
بیٹھ کر احمد اور الطاف بھی کھانا کھا کر اپنا سامان سمیٹ
رہے تھے۔ پھر وہ بھی مزہ لوٹنے نکل پڑے۔ وہ وہاں سے کچھ
ہی دور ایک جنگل میں جا پہنچے اور ایک دوسرے کو بتانے
لگے کتنا سناٹا چھایا ہوا ہے اس جنگل میں۔ احمد نے کہا ہاں ہاں
مگر یہاں رات کو کوئی بھی نہیں آ سکتا ہے۔ کیونکہ میری دادی
کہتی تھی کہ کوئی بھی جنگل ہو رات میں کبھی نہیں جانا چاہیے۔
کیونکہ جنگل میں جنگلی جانوروں کے علاوہ بہت بھوت اور
بڑے بڑے سانپ ہوتے ہیں۔ ابھی ان باتوں میں ہی کہ ز
کہ تھوڑی اندھیری سی چھا گئی۔ اور رات کا وقت قریب
آنے لگا۔ اتنے میں دیکھا ہی تھا کہ ایک ریچھ کے چلانے
کی آواز سنائی دینے لگی اور الطاف نے کہا احمد یہ آواز
تو ریچھ کی ہے۔ اب ہم کو بھاگنا ہوگا۔ پھر سے بہت اونچی
آواز میں چلانے لگا۔ الطاف اس ریچھ کی آواز سن کر ایک
پیڑ پر چڑھ گیا اور احمد نیچے ہی کھڑا رہا اور الطاف سے
کہا الطاف مجھے پیڑ کے اوپر چڑھنا نہیں آتا اب میں کیا کروں
تم مہربانی کر کے ~~میری~~ میری مدد کرو۔ الطاف نے کہا نہیں
آج میں تمہاری مدد نہیں کروں گا تم ہمیشہ ہر کام میں مجھ سے اول
آتے تھے نا آج میں دیکھتا ہوں کون بچائے گا تمہیں۔

احمد نے الطاف سے اپنی زندگی کی بھیک مانگی مگر الطاف کے اندر
کا شیطان جاگ چکا تھا وہ احمد کی ایک بھی نہیں سن رہا تھا۔ اتنے
میں ریچھ آ گیا احمد اچانک سے زمین پر لیٹ گیا اور اپنے آپ
کو قابو میں رکھتے ہوئے اپنی سانسیں روکنے لگا۔ ریچھ احمد کی
پاس پہنچا اور احمد کو سونگھا اور وہاں سے واپس چلا گیا۔ کچھ دیر
کے بعد احمد نے جب آنکھیں کھولی تو دیکھا کہ ریچھ نہیں ہے
اور الطاف بھی ایک دم صحیح و سلامت ہے تو اسنے اللہ کا
شکریہ ادا کیا اور کہا الطاف آ جاؤ ہم دونوں سلامت ہیں چلو
میرے دوست اب ہم واپس چلتے ہیں۔ تو یہ بات سن کر الطاف
حیران ہو گیا کہ میں تو اسکو مارنے کی کوشش کر رہا تھا مگر
یہ تو اب بھی پہلے ہی سے جیسا ہے۔ الطاف نے کہا احمد کیا تم
ٹھیک ہو احمد نے جواب دیا ہاں میں ٹھیک ہوں کیونکہ تم نے
میری مدد جو کی تھی الطاف شش و پنج میں پڑھ گیا آخر یہ
ماجرہ کیا ہے۔ الطاف پیڑ سے نیچے اترا اور احمد کے ساتھ واپس
چلا گیا۔ جب وہ لوگ واپس گاڑی کے پاس پہنچے تو سب
بچے اور اساتذہ انکا انتظار کر رہے تھے۔ بچوں نے ان سے پوچھا
کے کہاں تھے آپ دونوں ابھی تک ہم لوگ تو آپکو تلاش کرتے
کرتے تھک گئے تھے۔ احمد نے کہا ہم ایک جنگل میں گئے تھے اور
وہاں ایک ریچھ کی وجہ سے کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا
جسکی وجہ ابھی ہم اتنے لیٹ ہو گئے ہیں ہمیں معاف
کر دینا آپ لوگوں کو ہماری وجہ سے چند مشکلات پیش
آ گئی۔ ہم دوبارہ ایسا نہیں دوہرائیں گے۔ پھر وہ تمام
واپس گاڑی میں بیٹھے اور واپس اپنے اسکول کی طرف
نکل پڑھے۔ الطاف راستے میں سوچنے لگا کہ میں تو احمد
سے بہت حسد کرتا ہوں مگر احمد تو مجھسے بالکل الگ ہے۔

PROGRAMME COMMITTEE

سفر سے واپس جاتے وقت راستے میں گاڑی کا ایکسیڈینٹ (Accident) ہو گیا۔ جس میں بہت طلبہ زخمی ہو گئے اور چند طلبہ بالکل صحیح وسلامت تھے۔ اسمیں احمد کو تھوڑی سی چوٹ لگی اسکی ٹانگ پر اور الطاف بہت ہی بُری طرح زخمی ہو گیا تھا۔ فوراً وہاں سے تمام زخمیوں کو اسپتال میں پہنچایا گیا اور احمد بھی الطاف کے ساتھ اس ہسپتال میں جا پہنچا۔ ڈاکٹر صاحب نے احمد سے پوچھا کہ تم کون ہو احمد نے جواب دیا میں الطاف کا دوست ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے احمد سے کہا کہ بیٹا احمد گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ تمہارا دوست ابھی تو بہت نازک حالت میں ہے مگر ہم پوری طرح سے کوشش کر رہے ہیں تاکہ اسکو بچا سکیں لیکن اسکیلئے ہم کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ احمد نے جواب دیا ڈاکٹر صاحب اگر میری مدد سے الطاف بچ سکے تو میری جان بھی حاضر ہے۔
ڈاکٹر نے کہا کہ ہمیں الطاف کیلئے خون کی بہت ضرورت ہے جو ابھی ہمارے ہسپتال میں موجود نہیں ہے۔ کیا تم خون کا انتظام کر سکتے ہو تو احمد نے تمام ہسپتال چھان مارے مگر اسکو کہیں بھی خون نہیں ملا۔ احمد نے ڈاکٹر سے کہا ڈاکٹر صاحب آپ میرا خون لیجیے اور میرے دوست الطاف کی جان کو بچاؤ۔
تو ڈاکٹر نے کہا نہیں بیٹا تم ابھی چھوٹے ہو تمہارا خون ہم کیسے لے سکتے ہیں۔ احمد نے کہا نہیں میں چھوٹا نہیں آپ الطاف کی جان کو بچاؤ وہ آپکی بڑی مہربانی ہوگی تو ڈاکٹر نے احمد کا خون نکالا اور الطاف کے جسم میں ڈال دیا۔ احمد بہت رو رہا تھا کہ ڈاکٹر صاحب میرا صرف ایک ہی دوست ہے جو میرا سب سے پیارا اور جگری دوست ہے۔ آپ کیسے بھی کچھ بھی کر کے میرے الطاف کی زندگی کو بچا لو۔ ڈاکٹر نے کہا بیٹا تم گھبراؤ مت ابھی تمہارا دوست خطرہ سے باہر ہے۔

کچھ ہی وقت سے بعد الطاف کو ہوش آ جائے گا۔ تم جا کر
اس سے مل سکتے ہو۔ احمد نے کہا شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ پھر احمد
الطاف کے پاس آ گیا اور الطاف سے پوچھا کیا تم ٹھیک ہو۔ الطاف
نے کہاں ہاں میں ٹھیک ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا بیٹا الطاف آج
تم اگر زندہ ہو تو صرف تمہارے دوست کی وجہ سے کیونکہ
اس نے تمہیں اپنا خون دے کر بچایا ہے۔ ~~الطاف~~ الطاف نے احمد
سے معافی مانگی اور کہا کہ ہاں میرے ~~لخت~~ جگر آج مجھے
معلوم ہوا کہ ایک جگری دوست کیا ہوتا ہے۔ میں
ہمیشہ تمہاری دوستی کا احسان مند رہوں گا۔
" دوست ہو تو ایسا ہو
ورنہ دنیا بدنام نہ ہو "